

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acad vol 94

Track 1

Time 38:26

۱۔ فقیر اور درویش میں کیا فرق ہے ؟

ایک عظیمی صاحب نے سوال کیا ہے فقیر اور درویش میں کیا فرق ہے ؟ دو سری بات جو انہوں نے پوچھی ہے رو حانیت میں اور سارے لوگ داخل ہوئے ہیں کچھ لوگ بہت جلدی رو حانیت حاصل کر لیتے ہیں اور ان کی ترقی ہو جاتی ہے اور کچھ لوگ مقام حاصل کرنے میں اتنے پیچھے رہ جاتے ہیں کہ خود سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنا عرصہ ان کو کیوں لگ گیا فقیر اور درویش تو ایک ہی بات ہے ویسے بہت سارے فقیر لفظ جو ہے عربی کا ہے درویش غائبانگریزی کا لفظ ہے تو ایسی بات کہ جیسے پانی کو پ

Water

کہہ دیں آپ بتائیں پانی میں اور وٹر میں کیا فرق ہے پانی پانی وٹر البتہ پیر اور فقیر میں فرق ہے عام طور سے یہ دیکھا گیا ہے اور آپ سب لوگ بھی جانتے ہیں یہاں جتنے بھی بڑے بڑے اترے ہیں اس دنیا سے پر دے کر تے ہیں اس کا کوئی نہ کوئی جان نشین ہوتا ہے سجاور نشین بھی کہتے ہیں گدے نشین بھی کہتے ہیں سجاورب نشین اور گدے نشین اولاد نہیں ہوتی بالکل س طرح جس طرح ایک باپ مرتا ہے اس بیٹا اس کی ساری دولت کا وارث ہوتا ہے یا دشمن مرتا ہے اس کا بیٹا بلاشبہات کا وارث ہوتا ہے کوئی محل بن جاتا ہے کوئی بادشاہ بن جاتا ہے یہ فقیری کا جہاں تک تعلق ہے ایک لفظ ہے عربی سے مستحرق ہے دو سرا ارشاد اعلیٰ مقام ہے... کہ مجھے اپنے فکر پر فکر ہے فکر سیاگر یہ مراد ہے کہ آدمی مفلس ہو خلاص ہو نہ اس کے پاس کھا نہ کو، نہ اس کے پاس پہننے کو، نہ رہنے کو گھر ہو، نہ بیوی بچے ہوں، تو یہ بات بھی حضور علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کہہ کر رد کر دی کہ لا رحبانی ... اسلام دنیا داری میں دنیا بیزاری کا اسلام میں کوئی بھی درجہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی گنجائش حضور علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جو زندگی ہے ہمارے سامنے ہے اور جس بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوبیت کا درجہ عطا فرمایا ہے اور ایسی محبوبیت اس محبوب کے اوپر اپنی تمام محبتیں پوری کر دی ہیں وہ جو درجہ حضور پاک کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا قربت جو عطا کی ہے اس کے پیچھے ایک وہ بات ہے وہ ہے کہ حضور پاک کی جو طرز فکر ہے جو سوچنے کی طرز تھی وہ ہے تھی کہ انہوں نے اپنے او رکائنات کے درمیان اللہ تعالیٰ کو

واسطے ور وسیلے قائم ہوا۔ حضور پاک عباداً اس طرح زندگی گزارتے تھے اب بھی گزارتے ہیں وہ جو بھی عمل کرتے ہیں اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ خود بخود قائم ہو جاتا ہے تو فخر جو ہے وہ دراصل یہ ہے کہ آپ کو یا کسی بھی امت کو اپنے پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جو طرز فکر ہے وہ منتقل ہو گئی اور وہ طرز فکر اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے کہ بندہ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح رشتہ قائم ہو جاتا ہے بلکہ رشتہ قائم نہ ہو جاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ را بط ہو جاتا ہے کہ انسان کی زندگی کے ہر عمل میں اللہ تعالیٰ کا عمل داخل نظر آتا ہے اب یہ بات ہو نی بھی چاہئے اس لئے کہ جب ہم اپنی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں پیدا نش سے لیکر بوڑھا پن تک اور اس کے بعد موت کا درجہ آتا ہے اب اس کے بعد جو ہے اس کا ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ایک ہی بات نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کو کسی بھی صورت سے کوئی بھی آدمی وہ پڑھا لکھا ہو، جاہل ہو نظر انداز نہیں کر سکتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے وسائل جو پیدا کئے زندگی کے وسائل اس سے انسان کا کوئی اختیار نہیں ہے لیکن وہ وسائل کبھی بھی انسان سے بغاوت نہیں کر سکتے مثلاً اب زمین لے لیں آپ زمین ہو تو انسان کی موجودگی زیر بحث نہیں آتی زمین نہیں ہو گئی تو کھیتی باڑی کہاں سے ہو گی؟ زمین نہیں ہو گی تو پانی کہاں سے آئے گا؟ زمین نہیں ہو گی تو گھر کہاں بنے گا؟ زمین نہیں ہو گی تو انسان چلے پھیرے گا کہاں؟ تو زمین کی جو موجودگی ہے اور زمین کی جو اہمیت ہے اور زمین کی جو ضرورت ہے انسان کے لئے اتنی زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ زمین کی موجودگی سے کسی بھی طرح انکار نہیں کر سکتا اس کو استعمال کروں گا زمین سب کچھ انسان کو دیتی ہے لیکن زمین کا اللہ تعالیٰ اس بندہ سے اللہ تعالیٰ نے بندہ کو جب ہم گھر بنا رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر قبضہ کر کے زمین کو آپ پھر اس کی قیمت لگا تے ہیں زیادہ لگاتے ہیں کم لگاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو آپ ایک پیسہ نہیں دیتے کسی نے بھی نہیں دیا بڑی بڑی باتیں آئی فنا ہو بڑے بڑے بادشاہ مٹی میں چلے گئے اور مٹی بن گئے لیکن کوئی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا یہ جو زمین ہے اس زمین کی میں نے کوئی قیمت اللہ تعالیٰ کو نہیں دی ہر شخص زمین پر دندتا ہوا آتا ہے ہر شخص زمین سے وسائل فراہم کرتا ہے ہر شخص زمین سے فائدہ اٹھاتا ہے لیکن زمین کا ایک پیسہ بھی کسی نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیا زمین کے اندر پانی ہے تو اس پانی کو بھی اللہ تعالیٰ کو کسی نے ایک پیسہ نہیں دیا اس پانی کو انسان ہی ذخیرہ کرتا ہے پس ذخیرہ کر کے پائپ لائنوں کے ذریعے تقسیم کرتے ہیں اس کے پیسہ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کو یہ گو رٹمنٹ سے اگر آپ ٹیکس لے رہے ہیں پانی کا تو گو رٹمنٹ بھی اللہ تعالیٰ کو پیسہ دینا چاہئے اگر اس بات کو پھیلا یا جائے تو بہت لمبی بات ہو گی زمین کے بعد جو دو سرا مرحلہ ہے زندگی کا وہ وظائف ہیں جو بھی آدمی چاہے وہ بادشاہ ہو چاہے سائنس ہو، چاہے فقیر ہو، دشمن ہو، دوست ہو بغیر ہوا کے نہیں رہ سکتا زندگی کے لئے

لازم ہے کہ فضاء میں ہوا ہر وقت موجود رہتی ہے اتنی بڑی چیز جس کے بغیر انسان زندگی کا تصور ہی نہیں کر سکتا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اللہ تعالیٰ کو کوئی بندہ ہوا کہ پیسہ نہیں دیتا یہ الگ بات ہے کہ آکسیجن ذخیرہ کرتی ہے ڈاکٹر حکیم کیا معاہدہ افراد مریضوں سے پیسہ لے لیں لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ نہیں دیتے اس کے بعد ہارش برستی ہے جہلوں میں پانی برستا ہے زمینیں صحرا ہوتی ہیں پہاڑوں پر ہر طرف جم جاتی ہے لیکن اس کا بھی پیسہ اللہ تعالیٰ کو ہارش کا بھی پیسہ پوری نوع انسانی میں جب سے دن یا بنی ہے آج تک اور جب تک قیامت آئے گی جب تک کسی انسان نے اللہ تعالیٰ کو ہارش کے ایک قطرہ کا بھی ایک پیسہ نہیں دیا یہ بھی فری ہے اس کے بعد آپ سورج پر آجائیں سورج میں اگر تپش نہ ہو دھوپ نہ ہو تو نہ آپ کی کہتیاں پکے گی اور نہ آپ کو کھا نہ کو پھل ملے گا سورج ہے تو گندم ہے سورج ہے تو سیب ہے، سورج ہے تو فروٹ ہے، سورج ہے تو سب چیز ہے اگر سورج نہیں تو کچھ نہیں اس دھوپ کا پیسہ بالکل آپ اللہ کو نہیں دیتے پھر چاند پر آجائیں یہ طے ہے اگر چاند کی چاندنی نہ ہو تو زمین کے اوپر پیدا ہو نہ والی ہر چیز کڑوی ہو جائے اتنی کڑوی کہ آپ زبان پر نہ رکھ سکیں تو چاند بھی پھلوں کے اندر، گندم کے اندر ہار جڑ کے اندر مٹھاس پیدا کرتا ہے اس کا بھی آپ اللہ تعالیٰ کو کوئی پیسہ نہیں دیتے یہ ہار کی چیزیں کو آپ کے ماحول میں ہوتی ہیں یہ اب آپ اپنی زندگی میں آجائیں انسان کی انسانی زندگی ہر انسان کے اندر خون دوڑ رہا ہے واریدوں اور شریانوں میں خون دوڑ رہا ہے، دل پمپ کر رہا ہے ایک منٹ میں 72 بار پمپ کر رہا ہے کوئی آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ دل کی پمپ کرنے کے لئے کوئی تار ہے کوئی بجلی ہے کوئی وہاں سے کہ حاصل کر رہا ہے میں جس کی وجہ سے ہمارا دل پمپ کر رہا ہے آپ کو پتا ہی نہیں ہے دل کیسے چلتا ہے آپ اس جو ہر سے اس توانائی سے ہی واقف نہیں ہیں جو توانائی آپ کو چلا رہی ہے آپ کے دل کو چلا رہی ہے، نہ صرف دل کو چلا رہی ہے، گردوں کو چلا رہی ہے، پھیپھڑوں کو چلا رہی ہے، آنتوں کو چلا رہی ہے، دماغ کو چلا رہی ہے ہر چیز آنکھ کے اندر اب آپ نے جیسا دیکھا ہے گھڑی میری نظر سے گول کرو ہر چیز آٹومیٹک چل رہی ہے ہر چیز آٹومیٹک ایک سے دو سری دو سری سے تیسری ہر چیز اس میں آپ چاہی بھر رہے ہیں وہ چل رہی ہے انسان کے اندر بغیر چاہی کے پوری مشین ہے پھر آپ جو کچھ چاہتے ہیں اگر اس کا تجزیہ کیا جائے ہر چیز کی جو بحث اور بنیاد ہے وہ سڑ نہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے پانی آپ دیکھیں سڑ جائے گا، کھانا ہو وہ سڑ جائے گا اس میں کیڑے پڑ جائیں گے، گوشت آپ رکھ دیں اس میں اتنی سڑان ہو جائے گی کہ ناک سڑ جائے گی اگر صفا ئی ستھرائی نہ کریں تو اس میں وائرس پیدا ہو جائے گا جراثیم پیدا ہو جائے گا اور پورے پورے محلے پورے شہر میں بیمار ہو جائیں گے مر جائیں گے یہ آپ کے اعضاء ہیں ہر چیز سڑھی ہوئی آپ خود بھی سڑان سے پیدا ہوئے ہیں لیکن اس سڑان کی بنی ہوئی پسلی ہے

جو آپ اس میں بدبو نہیں آتی آپ کھا تے بھی پیتے بھی ہیں بول براز بھی کرتے ہیں لیکن آپ کو جسم کبھی سڑتا نہیں اس کے برعکس جب روح آپ کے اندر سے نکل جاتی ہے تو وہی جسم کچھ دیر بعد سڑ جاتا ہے اور ایسا سڑ جاتا ہے جو میں وہ سب سے پہلے مر نہ کہ بعد ہر انسان کی زبان پر ایک ہی نعرہ ہے تو تارے جلدی کرو، جلدی کرو، کیوں جلدی کرو، جلدی کرو، اس لئے جلدی کرو کہ سب جانتے ہیں جو چیز عبادت کرنے والی تھی وہ جسم سے نکل اپنا جب وہ چیز جسم سے نکل گئی ہے تو جسم کو سڑنا ہے پھٹنا ہے اور اس کی سڑنا سے اس کے پھٹنے سے بیما ریاں پیدا ہو جاتی ہیں تو یہ جو اللہ تعالیٰ نے اندرونی سسٹم اندرونی نظام بنا دیا ہے وہاں مشین بھی چلا رہی ہیں اندر کی بو کو باہر نہ آنے دینے کا اس جو باہر کا جو جو اس مشین کے لئے انر بن رہا ہے اس کا پیسہ بھی آپ اللہ کو نہیں دے رہے ہر چیز کی ہر چیز کی سانس آپ لیتے ہیں آکسیجن آپ کے اندر جاتی ہے فری ہوا آپ کے اندر پھیپھڑے میرے اندر نکال رہے ہیں فری، زمین کے اندر جتنی بھی چیزیں زمین کے اندر سے پیدا ہو رہی ہیں مفت، کوئی ایسا کرے گندم آپ لیتے ہیں آپ کھاتے ہیں صاحب ہم نے گندم خریدی خرید کر زمین میں ڈالا اور اس کے بعد ہم نے کاٹا تو یہ پیسہ دئے کس کو پیسہ دئے اللہ کو پیسہ دئے اللہ کو کوئی پیسہ نہیں دیا دو سری بات یہ ہے کہ اللہ کو زمین سے نکلی ہوئی ایک جوں کو آپ نے اپنے انسان بھائیوں کو اس وقت دیا جب پہلے سے گندم کا بیج موجود تھی اگر پہلے سے اللہ تعالیٰ پیدا نہ کرتے تو کیسے ہو تا گندم آپ کے پاس تو آپ یہ غور کریں گے انسان کی پیدائش کے بعد اس زندگی موت کا واقف آپ تلاش کریں گے جتنی آپ کے ضروریات ہیں سب کی ایک حالت ہے لیکن ہر چیز آپ کو مفت ملے گی جتنی ہے پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات ہیکل ہر انسان جو پیدا ہو گیا اس کا راز ہے انا اللہ یرزقو... اللہ تعالیٰ جو تمہیں رزق فراہم کر رہا ہے وہ بغیر انصاف کے اگر آپ کے اوپر یہ پابندی لگا دی جاتی ہے اتنی دفعہ اللہ کے ہو گے تو سانس لے سکتے ہو تو دنیا اندھیر ہے تو دنیا میں ہر آدمی اللہ اللہ ہی کرتا رہتا ہے ہاں رونق ہے، ہاں بچے ہو، ہاں بھانجاں شا دیاں ہوتی ہیں، ہاں گھر بنتے ہیں، ہاں فیکٹریاں بنتی ہیں، تو پیغمبروں کی طرز فکر یہ ہے انسان کا کفیل اگر کوئی ہے تو اللہ رب ہے تو اللہ انسان کو پورٹیکشن دینے والی ساخت اگر کوئی ہے تو اللہ ہے، کیوں کہ پیدائش کے مراحل آپ دیکھتے ہیں، بچپن کے مراحل آپ دیکھتے ہیں، جوانی کے مراحل کو دیکھتے ہیں، بوڑھا پن کے مراحل کو دیکھتے ہیں، ایک ہی بات کہانی پڑتی ہے پروٹیکشن جو ہے وہ اللہ ہے اب اس کا مطلب یہ ہے ہمارا رابطہ براہ راست اللہ کے ساتھ ہے ہم ما نہ یا نہ ما نہ را بطہ ہمارا اللہ سے ہے پیغمبرتا ہے میں کہ تمہارا رابطہ اللہ کے ساتھ ہے اللہ ہی تمہارا محافظ ہے، اللہ ہی تمہارا نگر ہے، اللہ ہی تمہارا رب ہے، اللہ ہی تمہیں رزق دینے والا ہے اس لئے جو کچھ تم کرو کیوں کہ تمہارا بنیاد اللہ ہے اس لئے پہلے اللہ سامنے ہو گا پھر

آگے یہ پیغمبروں کی طرز فکر اور اسی کو حضور پاک نے فرمایا
 الفخروالافخر... فخر کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا اللہ کے ساتھ ایسا رابطہ
 قائم ہو جائے کہ وہ کچھ بھی کرے گا رو بار کرے، کھیتی باڑی کرے، رشتہ داری
 نبھائے، اس کا رابطہ اللہ سے اس طرح نہ ٹوٹے آپ کے سامنے کیسے ممکن ہے
 ایسے ممکن ہے زندگی کا کوئی بھی کام ہم کر تے ہیں سانس سے رابطہ ہمارا
 رہتا ہے زندگی کا عملی ڈھونڈ رہا ہے جو ہمارے اندر سانس کے عمل اور
 سانس کا یہ اندر جانا سانس کا یہ باہر آنا آپ چلتے ہیں جب بھی قائم ہے، آپ
 بیٹھیں ہیں جب بھی قائم ہے، آپ کی رشتہ داری ہے جب بھی قائم ہے، کھا
 ناکھا ہے ہیں جب بھی قائم ہے، عبادت کر رہے ہیں جب بھی قائم ہے، کا
 روبار کر رہے ہیں جب بھی قائم ہے، اور اگر یہ سانس کا سلسلہ ٹوٹ جائے تو
 اب نہ رشتہ داری ہے، نہ کاروبار ہے، نہ بیوی ہے نہ بچہ کچھ بھی نہیں تو
 جس طرح سانس کا تعلق آپ کے سامنے ہر وقت قائم ہے سوئے، جا
 گئے، اٹھتے، بیٹھتے اسی صورت میں اللہ کے ساتھ بھی تعلق قائم ہے یہی وہ فکر
 ہے جس کو فقیری کہتے ہیں اگر یہ کسی انسان کو یہ درجہ حاصل نہیں ہے وہ
 کچھ بھی ہو سکتا ہے فقیر نہیں ہو سکتا میں نے حضور قلندر بابا اولیاء سے ایک
 بار عرض کیا کہ حضور سارے کی اللہ والے ہیں، سارے کی مرید ہیں اللہ
 کے، سارے ہی غوث الکتب پتا نہیں کیا کیا ہیں تو کیا کہہ جا سکتا ہے کون کیا
 ہے مشیت تو ہے نہیں سمجھنے کی تو کیسے آخر پر کا جائے تو انہوں نے فرما
 تاپارکنے کی ضرورت ہے کیا میں نے ایسے ہی کہہ حضور پر کئے کی امتحان
 نہیں ہے ایک آدمی واسطے اختیار کرنا چاہتا ہے پیغمبروں کی طرز فکر حاصل
 کر نہ کہ لئے ایک واسطے اختیار کرنا چاہتا ہے تو ظاہر ہے اسے ایک استاد کی
 بھی ضرورت ہے گرو کی بھی ضرورت ہے سب چیزوں کی ضرورت ہے کیسے
 اس راستے کا تعین کرے کہ استاد اسے پار لگا دے انہوں نے فرمایا ہاں یہ بات
 تم نے صحیح کی ہے اور یہ کہہ گیا کہ کسی بندے کی صحبت میں تم پندرہ منٹ
 بیٹھ جاؤ امتحان میں مت بیٹھو اگر پندرہ منٹ میں با رہے منٹ تمہارا ذہن اللہ
 کی طرف نہ جائے تو وہ بندے کام کا ہو سکتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر ٹھیک
 ہے اس کو اس کام نہ دو تم اپنا کام کرو دیکھئے بات یہی ہے کہ طرز فکر
 میں اگر اللہ بس گیا ہے تو آپ جب تک اس بندے کے پاس بیٹھیں گے تو وہاں اللہ
 کے علاوہ آپ کو کچھ چیز نظر نہیں آئے گی جب انسان کی یہ طرز فکر ہو جاتی
 ہے تو یعنی الفکر والفکر... حضور پاک نے فرمایا مجھے فخر پر فخر ہے اس طرز
 فکر کو حضور نے اس فخر کو مجھ سے آشنا کر دیا امت سے تو جب آپ کے ذہن
 میں یہ بات آجائے گی ہر چیز تو اللہ کر رہا ہے تو پیدا بھی اللہ نے کیا، ماں کے
 پیٹ میں نو مہینے تک اللہ ہی نے غذا فراہم کی ماں تو بھئی روٹی پکا کر نہیں
 کھلاتی ماں اپنے پیٹ میں بچے کو دودھ بھی نہیں پلاتی وہ ایک سسٹم ہے اللہ کا
 اللہ نے ماں کے پیٹ میں نو مہینے تک بچے کا ایسا غذائی انتظام کیا کہ بچہ وہ غذا
 کھاتا رہتا ہے اور اس کی نشوونما اسے دیتی ہے اگر غذا میں کمی ہو جائے بچہ

کمزور پیدا ہو تا جس طرح کسی بڑی آدمی کی پلموان کی آپ غذا بند کر دیں اس کی شریر کی کمزور ہو جا ئے گا پھر ابھی بچے پیدا نہیں ہو تا ماں کے سینے میں اللہ تعالیٰ دودھ بھر دیتا ہے اس میں ماں نے کیا کام کیا؟ ماں کے سینے میں جو دودھ بھر گیا اس میں ماں کا کیا عمل داخل ہے بتاؤ ماں کا کوئی عمل داخل نہیں ہے یہی اللہ کی کا نظام ہے پھر ماں کے دل میں ایک ایسی ممتا ڈال دی اللہ نے وہ انسان کی ماں ہو، بکری کی ماں ہو، بھیڑ کی ماں ہو، کبوتر کی ماں ہو، کوئی ماں ہو اس ماں کے دل میں اللہ نے ایک ایسی ممتا ڈال دی ہے کہ ماں بچے کے اوپر خود کو نثار کر دیتی ہے اور ہر کالج کا اپنے اوپر اس طرح لا زم کر لیتی ہے کہ ہر کام بچے کا خود کرے نہ وہ تھکتی ہے نہ وہ بچے سے بیزار ہو تی ہے ایسا لگتا ہے ماں کی نہیں بس بچے بچے ہیں اب ہم سب اپنی مائوں سے پیدا ہو ئے ہیں ہمارا سب کا تجربہ ہے پھر ہمارے بھی بچے ہیں ہم نے ان کو بھی دیکھا ہے وہ ان کی ماں کی ممتا سے آپ سب لوگ واقف ہیں تو اگر اللہ تعالیٰ ماں کے دل میں ممتا نہ ڈالے تو کیا ہم چھوٹے چھوٹے بچے نا قابل تذکرہ چھ ساتھ فٹ کے نو جوان ہو سکتے ہیں طاہر ہے نہیں ہو سکتے تو یہ بھی اللہ کی طرف سے ماں کے دل میں ممتا ڈال دی ہے اب یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی سامنے آتا ہے اللہ تعالیٰ کو کنڈیشن دیا ماں کے دل میں ممتا ڈال دی تو جب سب چیز اللہ کی طرف سے اور پھر اللہ کو نہ مانا جا ئے نہ جانا جا ئے اللہ کو اہمیت نہ دیجا ئے تو ظاہر ہے وہ ظلم کے علاوہ کچھ نہیں ہو ع انسانی کی جو مثبت ہے نوع انسانی کی کو سزا ہے جو بے سکونی اور رپریشانی کی وجہ ہے وہ وجہ ہے کہ ہم نے اس ذات کو تو چھوٹ دیا ہے جس ذات نے ہمارے لئے سب کچھ فراہم کیا ہم نے اس ذات کو پیچھے چھوڑ دیا یہ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک باپ ہے ایک بیٹا ہے ایک باپ نے بیٹے کے لئے سب کی کچھ کیا اپنی آخرت بھی خراب کر لی اب بیٹا کہتا ہے ابا کچھ نہیں کیا کو چھوڑو ان کی دولت کو استعمال کرتا ہے ابا کہ بنا ئے ہوئے گھر میں بھی رہتا ہے، ابا کی دی ہوئی گاڑی میں بھی سفر کرتا ہے اور جب باپ کا تذکرہ آتا ہے باپ کچھ نہیں دولت ہے بس کیا نوع انسانی کی پوری ایک تاریخ میں کوئی انسان اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے جب کہ فی العمل انسان کا عمل اللہ کے ساتھ نہیں ہے کہ اللہ کی دی ہوئی ہر چیز کو استعمال بھی کرتے ہیں اللہ کی دی ہوئی ہر چیز پر فخر بھی کرتے ہیں اللہ کی دی ہوئی حاصل کی ہوئی چیز اس پر گھربے بنا تے ہیں، اس میں کھیتی باڑی بھی کرتے ہیں اس میں فیکٹریاں بھی لگا تے ہیں لیکن جب جس اللہ نے زمین دی جس اللہ نے زمین کے اندر وہ لوہا بنایا ہے جس لوہے سے مشین بھی بنتی ہے اور مشین سے فیکٹریاں قائم ہوتی ہیں اللہ کا کوئی تذکرہ نہیں مشین کا بھی تذکرہ نہیں فیکٹری کا بھی تذکرہ نہیں صاحب بڑی آدمی ہیں ان کی فیکٹری بیک بڑی کروڑ پتی بڑی آدمی ہیں ان کی میلیں لگی ہوئی ہیں سوال یہ ہے کہ میل کمال لگی؟ اللہ کی زمین پر لگی اللہ کی زمین سے نکلا ہوئے لوہے سے مشین بھی بنی

لو ہا مفت اس مشین پر جو میٹرل لگا ہوا ہے وہ یہی ہے پلا سٹک ہے وغیرہ
 وغیرہ اس کا کوئی پیسہ نہیں دیا مفت تو کتنا عذاب ہے اور کتنی بڑی جہالت
 ہے کہ جو ہستی سب کچھ دے رہی ہے یعنی آپ کسی بادشاہ کی یہاں
 مہمان ہو وہ بادشاہ آپ کو محل میں رکھتا ہے وہاں نوکر چاکر بھی ہیں سب
 کچھ ہے کھا نا، پینا بھی ہے عیش ویش بھی ہے ضرورت کا ہر سامان آپ کو
 وہاں مہیا کر دے ہیں وہ آپ کو کتے ہیں محل بھی ٹھیک ہے نوکر چاکر بھی ٹھیک ہے
 کھا نا پینا ہی ٹھیک ہے لیکن یہ جو میزبان ہے بادشاہ اس کی کوئی اہمیت نہیں
 ہے کیا وہ بادشاہ آپ کو پسند کرے گا؟ کیا آپ اس محل میں رہ سکتے
 ہیں؟ اس کے باوجود یہ تجربہ انسانی تجربہ ہے کہ آپ نہیں رہ سکتے لیکن
 اللہ تعالیٰ اتنا رحیم وکریم ہے کہ آپ اس کی نعمتوں کی ناشکری کریں کفران
 نعمت کریں آپ اس کو مانتے یا نہ مانتے آپ کفران نعمت پر یہاں تک پہنچ جا
 ئیں گے کہ اللہ تیری تو بن جا تا ہے کوئی کافر بن جا تا ہے کوئی کچھ بن جا تا
 ہے لیکن اللہ تعالیٰ نہ اس کو زمین کم کرتا ہے نہ اس کا پانی بند کرتا ہے
 پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا حضور علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
 تعلیمات ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ ہے اللہ تعالیٰ نہ ہی وسائل
 فراہم کئے ہیں اللہ تعالیٰ نہ ہی آپ کو پیدا کیا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی
 چیزوں پر کوئی بھی استعمال خوش ہو کر کھا ئے اچھا لباس اچھے گھر میں
 لیکن ذہن میں یہ بات ہونی چاہئے کہ اللہ کا دیا ہوا ہے جب آپ کے ذہن میں
 یہ بات ہو گی کہ اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے سب کچھ ہے تو یہ طرز فکر
 پیغمبروں کی ہے اسی طرز فکر کو فقیری کہتا جا تا ہے یہ ہی فخر ہے اور جب
 انسان اس طرز فکر سے یعنی فقیری سے یا فخر سے آشنا ہو جا تا ہے تو ظاہر
 ہے پھر دیکھئے گا بھئی پیدا بھی اللہ نہ کیا روٹی بھی مجھے اللہ ہی کھلا رہا ہے
 میرے جسم کے اندر جو مشین ہے وہ بھی اللہ ہی چلا رہا ہے اگر میں بیمار پڑ
 جا تا ہوں تو اللہ ہی صحت مند کر تا ہے اگر میں بھوکا ہوں تو اللہ میاں مجھے
 کھانا کھلاتا ہے میں تو جب بار بار اپنی زندگی سے متعلق احسانات اللہ کے آپ کے
 سامنے آئیں گے جب آپ کے ذہن میں یہ بات آجائے گی تو اللہ تک رسائی حاصل
 ہونی چاہئے تو آپ یا ملاں لوگوں کو تلاش کریں گے کہ جن لوگوں اللہ کو
 دیکھا ہے اور وہ فخر آپ کے سامنے ہے تو وہی فقیری اب دو سری چیز
 ہے پیری اب پیری کیا چیز ہے طور جو ہے وہ سب وہ لوگ ہیں جو جیسے
 بادشاہ کا جو تماشا بن جا تا ہے یعنی زمیندار کا کمندار بن جا تا ہے اسی
 طرح فقیر کا پیر بن جا تا ہے اب یہ ضروری نہیں ہے اگر فخر جو ہے وہ اولاد
 میں ہی منتقل ہو ایسا بہت کم ہوتا ہے کائنات میں فخر منتقل ہوا ہے اولاد
 میسٹری تو منتقل ہو جا تی ہے فخر جو منتقل ہوتا ہے لیکن بہت کم تو پیر آپ
 کے لیجئے جو آپ کی گدی پر بیٹھنے سے فقیر آجا تا ہے اور اپنی بات کی لوگ
 طرز فکر حاصل کر نہ والے بندے کو جو رسول اللہ کے باپ کو منتقل ہو اگر وہ
 فخر اولاد کو منتقل ہوتا ہے تو یہ فخر... اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور پاک کی

طرز فکر کو اپنا نہ کی تو فیک دے مشکل نہ ہیں کوئی مشکل نہ ہیں بس اتنا سا کام کرنا جو نعمت آپ کو اللہ نے دی ہے آپ اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کریں بس پانی پئیں تو اللہ سے کہہ کر میں پانی پی رہا ہوں، روٹی کھاؤں تو یا اللہ تیرا شکر ہے تو نہ ہمارا پیٹ بھرا، اولاد ہو یا اللہ تیرا شکر ہے تو نہ ہمارا دل ٹھنڈا کیا تو نہ اولاد دی، شادی ہو یا اللہ تیرا شکر ہے تو نہ ہمیں بیوی دی، یا اللہ تیرا شکر کر یا اللہ تیرا شکر تو یہ اصل میں عادت ہوتی ہے طرز فکر ہوتی ہے پر یکٹس ہوتی ہے اور اسی طرز فکر کی پر یکٹس کے لئے پہلے زمانہ میں خانقائی نظام ہوتا تھا لوگ جا یا کرتے تھے مہینوں مہینوں، سالوں سالوں اپنے استاد کے پاس اپنے مرشد کے پاس قربت سے طرز فکر جو ہے کرتے تھے اب دیکھئے نہ رسول اللہ کی طرز فکر جو صحابہ اکرام کو منتقل ہوئی اس کا درجہ اپنی جگہ ہے اب صحابہ اکرام سے تابعین کو طرز فکر منتقل ہوئی صحابہ اکرام کا اس کا درجہ اپنی جگہ ہے اور تابعین سے جو طرز فکر رسول اللہ کو صحابہ اکرام سے ہو کر منتقل ہوئی اب یہ تعلیم کا درجہ بالکل الگ ہے تو یہ درجہ بندی اس بنیاد پر ہے کہ قربت سے دوری ہوتی ہے تو قربت کے بغیر جو طرز فکر جو منتقل نہیں ہو گی کتابوں کے مطالعہ سے، تحریروں سے انسان کو راستہ تو ضرور ملتا ہے لیکن صحیح طرز فکر اسی وقت منتقل ہوتی ہے جب انسان اپنی زندگی کے اندر ایسی طرح داخل کر لیتا ہے کہ اس کا وہ اڑنا بچھونا بن جاتا ہے اور پیری کا جہاں تک تعلق ہے ظاہر ہے پیر صاحب کی اولاد میں باعث اکرام ہیں اس میں اللہ رسول اللہ کا نام بھی لیا جاتا ہے کھانا پینا بھی ہوتا ہے سب ہی کچھ ہے لیکن فقیری جو ہے وہ فقیری کے پاس جب آپ جاتے ہیں فقیری سے آپ کو رزق کے علاوہ کوئی چیز یوم توقع نہیں کرنی چاہئے آپ دیکھئے یہ تو فقیر ہے دنیا داری میں، دوکھ درد میں آدمی شریک ہوتا ہے لیکن آپ کو یہ توقع ہونی چاہئے کہ اس فقیر کی جو فکر منتقل ہو فقیر کا جو اللہ کے ساتھ رابطہ اور تعلق قائم ہو وہ آپ کے اندر ہو اب اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا وفی انفسکون... یہ طرز فکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہارے اندر انسان کی اندر طرز فکر... تم مجھ دیکھتے کیوں نہیں؟ اب ہماری طرز فکر یہ ہے کہ ساتھ آسمانوں پر عرش ہے عرش پر کرسی ہے وہاں اللہ میاں بیٹھے ہوئے ہیں اللہ میاں کے روبرو ہیں وفی فسکون... میں نے تمہارے اندر ہوں تم مجھ دیکھتے کیوں نہیں؟ بات یہ ہے کہ اگر ہماری طرز فکر میں پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام پیدا ہو جاتے تو ہمیں اللہ میاں بھی اندر نظر آتے، عرش بھی اندر ہی نظر آئے گا اور آسمان بھی اندر نظر آئے گا اور اگر ہماری طرز فکر میں اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل نہیں ہوئی تو ظاہر ہے وہ دوری ہو جائے گی اس کوئی نہیں کر سکتا فقیری کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو ایسی طرز فکر حاصل ہو جائے جو قرآن سے متعلق ہو جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہدایت سے متعلق ہو اور جو پچھلی جتنی بھی کتابیں نازل ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا نحن اقرب... میں

تمہاری جان سے زیادہ قریب ہوں لیکن جو چیز ہماری جان سے زیادہ قریب ہے وہ نظر کیوں نہیں آتی؟ کبھی آپ نے سوچا ہے اللہ تعالیٰ کتنا ہے میں تمہاری جان سے زیادہ قریب ہوں تو جان تو ہمیں نظر آتی ہے ہم دیکھ رہے ہیں چل رہے ہیں پھر رہے ہیں تو جو چیز جان سے قریب ہے وہ چیز کیوں نہیں نظر آتی؟ آئیے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں جہاں تم ایک ہو وہاں میں دوسرا ہوں جہاں تک دو ہو وہاں میں تیسرا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے جب مہیاک ہو تو میرے برابر میں اللہ بیٹھا ہوا ہے جب میں دو ہوں تو تیسرا اللہ بیٹھا ہوا ہے نظر کیوں نہیں آتا؟ اللہ نے کہا ہے انسانی گفتگو نہیں قرآن قرآن ہے جہاں تم ایک ہو وہاں میں دو ہوں، میں تو تمہاری رگ جان سے زیادہ قریب ہوں میں نے تمہارے اندر بیٹھا ہوا ہوں تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں؟ بات یہ ہے کہ ہم نے غور و فکر کا ابھی چشمہ نہیں پلنا جو پیغمبروں کی طرز فکر ہے اللہ کو دیکھنے کی اللہ کو سمجھنے کی اللہ کو جاننے کی اللہ سے باتیں کر نے کی اس کا ایک چشمہ ہے وہ چشمہ ابھی ہم نے نہیں پلنا ہے تو فخر ہے ایسا چشمہ آدمی کی آنکھوں پر پٹی ہو جا تا ہے یا ایسا ہو جا تا ہے جب اللہ کی ارشاد کہ مطابق جب وہ اکیلا ہو تا ہے تو وہ دوسرا اللہ ہے جب وہ دو ہو تا ہے تو کتنا ہے تیسرا اللہ ہے جب وہ زندگی سے متعلق فخر کرتا ہے تو کتنا ہے اللہ تو میری جان سے بھی زیادہ قریب ہے میں نے دیکھا ہے جب آپ نے اندر کے جھانکتا ہے تو کتنا ہے اللہ تو اندر بیٹھا ہوا ہے وفی الفسکون... تو یہ تو یہاں تک مجا ہد نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ یہ بھی طرز ہے اگر آپ ان کی حکمت کریں گے تو ان سب کا مطلب یہ ہوا کہ یہ پریکٹس ہے ایسی پریکٹس جس کو پریکٹس کر کے ہر انسان انبیاء کی طرز فکر کے قریب ہو جا تا ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے انبیاء کی طرز فکر اسے حاصل ہو جا تی ہے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے اندر دیکھتا ہے یہی فخر ہے یہی پیغمبروں کی طرز فکر ہے اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acad vol 94

Track 2

Time 24:50

۲ رمضان میں حواس کی رفتار 60,000 گنا کیسے کی جا سکتی ہے؟

رمضان کے مہینے کے مطابق میں کچھ عرض کرتا ہوں ہر انسان جس کو بھی اللہ نے پیدا کیا ہے اس کے اوپر بے شمار انعامات نازل کئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے ایسا ایک نظام بنا دیا ہے وہ چاہے کچھ کرے یا نہ کرے چاہے کچھ نہ کرے

زندگی کے کو اسباب ہیں اور زندگی کے جو وسائل ہیں وہ سب فراہم ہوئے ہیں اب جیسے ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ ہوا چلا ہے ہیں گرمی اگر ہے تو سب کے لئے ہے اور یہ نہیں ہے اگر صاحب کوئی آدمی گناہ گار ہے اس کے اوپر پانی بند کر دے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت الحمد للہ... اللہ تعالیٰ جو ہے وہ عالمین کے رب ہے مسلمانوں کے رب ہے ہیں الحمد للہ رب العالمین... میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی نہیں دیا رب المومنین... رب العالمین... رب عالمین میں مسلمان بھی ہیں اللہ کے دوست بھی ہیں اللہ کے دشمن بھی ہیں اور وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں نہیں لیکن خود اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام بنا دیا ہے کہ اب وہ جو ربوبیت جو ہے وہ سب عالمین کے لئے اس لئے اللہ تعالیٰ سب کو روزی فراہم کرتا ہے میں اب دیکھئے ہاں رش برستی ہے آپ نے دیکھا ہوگا تو ہاں رش کچی زمین میں بھی برستی ہے، ہاں رش کچڑ میں بھی برستی ہے، ہاں رش پتھر میں بھی برستی ہے، ہاں رش ایسے درختوں میں بھی برستی ہے جن پر تھوڑے پھل لگے ہوئے ہوں تو ہیں، اور ہاں رش ایسی جگہ بھی برستی ہے جہاں کا ٹٹوں کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا، ہاں رش جب برستی ہے رحمت سے تو وہاں وہ رحمت اس بات کی تخصیص نہیں کر سکتا کہ انہیں کچڑ میں نہیں برسنا چاہئے یا کیا کہتے ہیں ہاں پر کوئی پتھر پر برسی تو کیا ہوگا پانی بہے جائے گا کوئی فائدہ نہیں ہے ہاں رش ہر جگہ برستی ہے اب یہ ہے کہ جہاں کھیتی ہوگی ہاں رش کا فائدہ ہوگا وہاں لگے ہاں تھوں کھیت بھی بنے گی، درخت بھی لگے گی، پودے بھی لگے گی تو اللہ تعالیٰ نے یہ جو کائنات بنائی اس کا ثبات میں جتنی بھی مخلوق پیدا کی اس میں انسان ہی نہیں سب مخلوق درندہ، پرندہ، حشرات العرصہ، جنات سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے زندگی رکھنے کے وسائل فراہم کئے اب اس میں انسان اور حیوان دو نونہ برابر ہیں اب اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں انسان کو افضل مقام عطا کیا آدم کا انتخاب کیا بحیثیت نیا بت اور خلافت کے تو آدم کو جب اللہ تعالیٰ نے ممتا رکھی تو آدم کے لئے ایک قانون بنا ایک قانون بنا اس لئے کہ دو سری پھیلی ہوئی تمام مخلوق سے ممتا ہے جب ممتاز ہوئے گا مسئلہ آیا تو وہاں پر ظاہر ہے کہ ایک قانون بنا اس قانون کی سمجھداری کے لئے اس قانون کی مٹھاس کے لئے اس قانون کو منتقل کر کے لئے اور قانون کو پھیلا کر کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو سلسلہ شروع کیا اور ان کو خود پڑھا یا اب دیکھئے بڑی عجیب بات یہ ہے پیغمبروں کے استاد نہیں ہوتے ایسا نہیں ہے کبھی نہیں آپ نے سنا ہوگا کہ بھئی حضرت عیسیٰ کا فلاں استاد ہے حضرت موسیٰ کا فلاں استاد تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فلاں استاد تھا بلکہ ان لوگوں نے تو اپنے خاندان کے جو بڑے تھے ان کی مخالفت کی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے والد کے حکم مانتے تھے ان کی شان تھی کہ ایک آدم کے بنائے ہوئے بتوں کو اس زمانہ کے بادشاہ معبود بنا کر پوجتے تھے کیا ٹھکانہ عظمت کا دنیاوی نقطہ نظر سے آپ دیکھیں جس بندہ کی بنائی ہوئی مرتبوں کو بادشاہ پوجتے ہیں اس کی دنیا میں کیا منزلت

۱۰ گئی کیا مقام ۱۰ وگا کیا لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے بیٹے انہوں نے
 کہا صاحب آپ یہ جو بت بنا رہے ہیں یہ تو مکھی بھی نہیں اٹھا سکتے تو آپ
 کیوں اس کی پرستش کر رہے ہیں جو نہ سن سکتا ہو، نہ دیکھ سکتا ہو، نہ
 مکھی مار سکتا ہو مقصد یہ کہ انہوں نے ایسی صورت سے حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام کو آپ دیکھئے حضور موسیٰ علیہ السلام کو بھی آپ دیکھئے اب کا
 بنا یا ہوا جو قانون تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی مخالفت کی تو
 حضور ۱۰ تشریف لائے اب وہاں مکہ میں ان کا جو خاندان یا قبیلہ یا اہل عرب
 قریش تھا جو مذہب تھا اور انہوں نے اس مذہب کی بنیاد پر جو خانہ کعبہ میں
 تین سو ساٹھ بت رکھے اتنے خاص نہیں ہیں لوگوں نے کہا آپ یہ نہ کہہ آپ
 ہمارے آباؤ اجداد کے مذہب کو برا نہ کہہ ہم جو آپ کہہ رہے ہیں کریں گے یہ نہیں
 کریں گے ظاہر ہے اب آپ کے سامنے حضور پاک کی زندگی ہے کیسی کیسی
 تکلیفیں، کیسی اذیتیں حضور کو اہل عرب نے دی انتہاء یہ کہ پتھر
 مارے لو لو ہانے ہو گئے پیر مبارک سے اتنا خون بہا کہ جو تباہ کر دیا کوڑے
 سے لگے سجدے کی حالت میں اونٹ کی اوچڑی رکھی گئی انتہاء یہ کہ مکہ
 بھی چھوڑنا پڑا وطن بھی چھوڑنا پڑا لیکن حضور نے اللہ تعالیٰ کا جو مشن نہیں
 چھوڑا وحدنیت کا مشن جو ہے حضور نے تبلیغ کی اور اس میں تلقین کی جتنے بھی
 پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے انہوں نے دراصل ان تعلیمات کا پرچار
 کیا جو خالق مخلوق سے چاہتی ہے اللہ تعالیٰ بحیثیت خالق سے اپنے مخلوق
 سے جو چاہتی ہے وہ پیغمبروں نے بتایا اور کہا ایک لا کھ چوبیس ہزار پیغمبر
 ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کیوں کہ آدم نائب اور خلیفہ ہے کیونکہ اللہ
 تعالیٰ نے آدم کو یہ عظمت عطا کر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد اگر کوئی ہے تو
 وہ آدم ہے یعنی جعلون فی الارض خلیفہ... آدم کو اللہ تعالیٰ نے علم لاسماء
 سیکھا یا فرشتوں کے سامنے پیش کیا فرشتوں نے اطراف کیا اب جو آدم کو علم
 عطا کر دیا وہ ہم جانتے ہیں تو اس خصوصی علم کو ظاہر کر کے
 لئے نمایاں کر کے لئے آدم کی عظمت کو بڑھا کر لئے اللہ تعالیٰ نے علم
 سیکھا یا تا کہ آدم کی اولاد اس قانون پر عمل کر سکے دو سری مخلوقات سے
 اور حیوانات سے ممتاز رہے تو یہ جو ہمارے زندگی میں جو ارکان ہیں یہ سارے
 وہی ارکان ہیں اب مثلاً یہ عبادت کرنا اب عبادت تو سارے کرتے ہیں اب زمین
 کے اوپر کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو عبادت نہیں کرتے پرندے بھی عبادت کر
 تے ہیں، درخت بھی عبادت کرتے ہیں زمین کا ذرہ ذرہ عبادت کرتا ہے لیکن
 جب انسان کی عبادت کا تذکرہ آتا ہے تو اس کے ناپاک ہے وہ ساٹھ سال سے
 نہاں دھویا ہو، وضو سے ہو یا جس جگہ عبادت کر رہا ہو وہ جگہ پاک ہو یا
 جس کپڑوں سے عبادت کر رہا ہو وہ کپڑے صاف ہو ایسی صورت سے پھر
 ارباب بنائے کہ بھئی کسی چیز اس لئے کسی کا حق نہ مارا جائے اب بکری
 ہے اب بکری عبادت تو کرتی ہے اللہ کی لیکن بکری کو یہ پتا نہیں ہوتا چو
 ری بھی کوئی چیز ہوتی ہے جہاں دل چاہے منہ مار لیتی ہے کھا لیتی ہے

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو یہ بتایا کہ انسان وہی انسان ہے کہ جو ان قوانین کے مطابق عمل کرتا ہے جو اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعہ انسانوں کے لئے مخصوص کئے اور یہ وہی علوم ہیں یا وہی قانون ہیں جس قانون کی وجہ سے انسان کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور جس قانون پر عمل ردا مد انسان تمام مخلوقات سے ممتاز ہو جاتا ہے اب اس میں عبادت کا قانون آیا اب دیکھئے پھر وہی بات بسم ربک... عبادت کرو اللہ کی سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہو نہ سے پہلے اور اللہ نے یہ بھی کہا بھئی فرشتے بھی عبادت کرتے ہیں، کیونکہ تر بھی عبادت کرتے ہیں اور پرند بھی عبادت کرتے ہیں، لیکن انسان کے لئے یہ ضائع عمل ایک را بطل انسان کا ایک مسئلہ کہ صاحب پانچ لاکھ انسان کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہونا چاہئے پھر یہ کہ نماز کس طرح ادا کی جائے، زکوٰۃ کس طرح قائم کی جائے، اور یہ کہ نماز خالق اور مخلوق کے درمیان ایک ایسا واسطہ ہے جو واسطہ اگر قائم ہو جائے جو را بطل قائم ہو جائے تو بندہ اللہ کے ساتھ را بطل قائم ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے قریب ہو جاتا ہے بندہ کا اللہ سے ایک ایسا تعلق ہو جاتا ہے کہ بندہ اللہ کو اس طرح دیکھتا ہے جس طرح ایک بندہ ایک بندہ کو دیکھتا ہے یہ ایسا نہیں ہے کہ یہ لوگ اللہ کو نہیں دیکھ سکتے اللہ کو کیسے نہیں دیکھ سکتے اللہ کو تو ہم وہاں دیکھیں گے علم ارواح میں دیکھ چکے ہیں جب اللہ نے الست البریکم... کہا تو ہم نے کہا قالوالبلی... جی ہاں ہم نے آپکو دیکھ لیا ہے سمجھ لیا ہے آپ ہی ہمارے رب ہیں اس بات سے اقرار کرتے ہیں ہم تو پہلے سے اللہ کو دیکھ کر اللہ کا دیدار کئے ہوئے ہیں سب اس سے وہ عمل مادیت کا ہے تو مادیت کی بنیاد پر بھی ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم اللہ کو دیکھ سکتے ہیں اب بھئی مادی پر دہ آپ بٹا دیں تو اللہ کو دیکھ لیں گے اب یہ بھی کہ صاحب اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا لیکن مر نہ کہ بعد اللہ کو دیکھ سکتے ہیں اگر بھائی تو مر نہ کہ بعد جب تک انسان زندہ ہے روح ہے تو ہم زندہ ہیروح نہیں ہے تو آدمی مر گیا تو اگر مر نہ کہ بعد کوئی چیز اللہ کو دیکھ سکتی ہے تو اس کی روح دیکھ رہی ہے تو روح تو ہماری زندگی ہے روح تو ہماری حرکات ہے اگر ہم اس دنیا میں مادی دنیا میں رہتے ہوئے اپنی روح کا اجرا حاصل کر لیں اپنی روح کو پہچان لیں... اپنے تسقیہ نفس کو پہچان لیں یہ اپنے آپ کو پہچان لیں تو روح تو اللہ کو دیکھ ہی چکی ہے بات صحیح ہے کہ مادی آنکھ اللہ کو نہیں دیکھ سکتی لیکن روح تو اللہ کو دیکھ سکتی ہے... کوئی آنکھ اللہ کو نہیں دیکھ سکتی لیکن اللہ جب چاہتا ہے تو آنکھ دیکھ لیتی ہے یعنی روح جو ہے اس نے تو اللہ کو پہلے ہی دیکھ لیا ہے جو ہمارے لئے قانون بنے ہیں اس لئے بندے ہیں تاکہ ہم حیوانات سے اور دو سری مخلوق سے ممتاز ہو جائیں اس میں حج بھی ہے، اس میں نماز بھی ہے، اس میں روزہ بھی ہے دو سری بات جو بہت زیادہ غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو اسلام کا کوئی بھی رکن کوئی بھی ایک رکن آپ کو ایسا نہیں ملا گا

جس میں اجتماعیت نہ ہو اس کا نام ہی اجتماعیت ہے مثلاً پانچ وقت کی نماز باہر جا رہے ہیں مسجد میں اجتماعیت ہے جمعہ کی نماز ایک اور بڑی اجتماعیت ہوئی، عید کی نماز پورا شہر ہی ایک جگہ اکٹھا ہو گیا، حج ملک ملک قومیں ادھر سے ادھر سے ساری دنیا کی کالہ گورہ انگریز غیر انگریز جو بھی ہیں سب جا کر بیت اللہ میں ایک جگہ جمع ہو جا رہے ہیں اب دو سری ہے کہ حج بھی ایک اجتماعیت ہے اب روزہ کو آپ دیکھ لیجئے انہوں نے کہ صاحب مولوی صاحب نے اللہ و اکبر کے دی سیر کے وقت ہر آدمی نے حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر دیا منہ بند کوئی اس کے نہ والا نہیں ہے تم نے پانی یا غسل خا نہ میں جا کر پانی پی لیا کون کے نہ والا ہے لیکن نہیں وہ بھوکا ہے اس لئے کہ اس نے ایک عہد کیا ہوا ہے کہ اللہ کے لئے بھوکا رہنا ہے اس لئے بھوکا رہنا ہے اللہ کے لئے جب میں اللہ کے لئے بھوکا رہوں گا تو میرے نفس کے اندر ایک روشنیاں پیدا ہوں نگہ اجراک پیدا ہو گا مادیات سے دور ہوں گا مولوی صاحب نے پھر اللہ و اکبر کے سارے کے سارے گئے اب کسی شہر اب کراچی کراچی میکے دس لاکھ آبا دی ایک آذان پر ایک کروڑ آدمی منہ بند کر لیتے ہیں اور ایک دو سری آذان پر سارے کے سارے کھانا شروع کر دیتے ہیں اس سے بڑی اجتماعیت کیا ہو گی تو روزہ ایک ایسی اجتماعیت ایک نام ہے روزہ ایک ایسا پروگرام ہے جس پروگرام پر عمل کر کے انسان مادی حواس سے دور ہو جائے اور روحانی حواس سے قریب ہو جائے جتنا جتنا آدمی اللہ تعالیٰ کے لئے اب دیکھئے نہ ایک تو پانچ وقت کی نماز ایسا نہیں ہو ا کہ بھی روزہ ہو ا تو پانچ وقت کی نماز معا ف ہو گئی نہ بلکہ مزید ہو ا کہ نماز بھی قائم کر لی، جھوٹ بھی نہیں بولنا ، کسی پر غصہ بھی نہیں ہونا ، کسی سے نفرت بھی نہیں کرنی ، اور بھوکا بھی رہنا ہے بھوکا رہنے سے مراد یہ ہے کہ مادیات کی طرف تو رمضان اصل میں ایسا پروگرام ہے کہ جو انسان کو مادی حواس سے دور کر کے روحانی حواس میں داخل کرنا ہے وہ پروگرام ہے کہ بھئی آپ روزہ رکھیں شب قدر کا پروگرام ہے جاتا ہے شب قدر میں انا انزلنا ... اس آیت میں کہ ایک رات براہر ہے ایک ہزار راتوں کے ایک ہزار مہینے میں تین ہزار دن ہو تے ہیں اور تیس ہزار دن ہو تے ہیں تیس ہزار رات ہوتی ہیں یعنی ایک انسان کے اندر کو رفتار حواس کی کام کر رہی ہے وہ رفتار جو تیس ہزار دن اور تیس ہزار راتوں میں سفر کرتی ہے تو ایک رات میں سفر کر رہی ہے یعنی انسان کے اندر اگر روز کا صحیح مفہوم پیدا ہو گیا تو روزہ رکھنے والا بندہ کہ اندر مادی حواس اللہ تعالیٰ کے اور اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے قانون کے مطابق مادی حواس کی نفی ہو جائے اور روحانی حواس بیدار ہو جائے تو اس کے اندر ایک ایسی ہے کسی آدمی کے اندر کسی امت کے اندر رسول اللہ کسی امتی کے اندر حواس کی رفتار ساٹھ ہزار گنا ہو جائے تو اس کے سامنے فرشتہ آجاتا ہے میں انا انزلنا ... فجر سے مراد دن دن کے حواس قرآن میں دو حواس کا بیان کیا گیا ہے ایک دن کے حواس اور ایک رات کے حواس اگر ہمارے اندر حواس کی رفتار ساٹھ

گنا ہو جا ئے تو ہمارے سامنے فرشتے آجائیں گے جبرائیل بھی آجائیں گے حتیٰ متلا الفجر... جب کہ ان حواس میں دن کے حواس شامل نہ ہو جائے تو فرشتے ہمارے سامنے ہیں ہم دیکھتے رہے تو رمضان کا مقصد ایک پروگرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام رسول اللہ کے علاوہ بھی جتنی امتیں ہیں جنت پیغمبر آئے علیہم الصلوٰۃ والسلام سب گئے تو سب کو بھی کسی نہ کسی دن جاننا ہے اب ہم نہ گڑبڑ کر دیں تو ہمارے یہاں بھی گڑبڑ ہو گئی مثلاً اب یہ کہ اب سحری میں رہے کیا کھجلا کھائیں گے، پھینی کھا ئے گے، پراٹھ کھائیں گے وہ اس لئے کہ بھوک نہ لگے مقصد یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ بھوک نہ لگے زیادہ سے زیادہ روزہ خالی رہے لیکن یہاں صورت حال یہ ہے کہ ہر گھر کا خرچہ اگر سو روپے ہے مہینہ کا تو رمضان میں تین سو چار سو روپے کا ہو جاتا ہے اب یہ بالکل الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کت دیتے ہیں دسترخوان کی رونق ہو جاتی ہے لیکن مقصد جو ہے وہ یہ ہے کہ مادی حواس کی گرفت ہے اور مادی حواس کی گرفت اس سے ہے کہ ٹوٹ سکتی ہے کہ آپ کم از کم کھانا کھائیں زیادہ سے زیادہ اللہ کی طرف متوجہ رہیں، زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو یاد کریں عبادت کریں عبادت کے طریقے ہیں درود شریف پڑھیں، دُور تنجینا پڑھیں، یا حی یا قیوم پڑھیں قرآن پاک کی تلاوت کریں مقالہ پڑھیں جو بھی کریں ج بھی آپ کر سکتے ہیں آرام سے وہ کریں تو یہ جو روزہ ہے ایک ایسا اجتماعی پروگرام ہے اور ایک ایسا اصلا حی رکن ہے اگر اس روزہ کے نام پر صحیح معنوں پر عمل درآمد ہو جائے تو ایک مہینہ میں جو انسان کے اندر مادی حواس ہیں ان کی گرفت ٹوٹ جائے گی اور اس کے اندر روحانی حواس بیدار ہو جائیں اور جب کسی انسان کے اندر روحانی حواس بیدار ہو جائیں تو ظاہر ہے وہ غیب کی دنیا تو دیکھنے لگا روح کی دنیا روح جو ہے اس میں انکھ کو دنیا میں دیکھتی ہے لیکن روح جب براہ راست دیکھتی ہے تو وہ عالم غیب میں دیکھتی ہے تو جب روح اس مادی جسم کو لیکر چلتی ہے تو اس دنیا میں چلتی ہے تا ئم اسپیس کے بندسے لیکن جب روح براہ راست سفر کرتی ہے تو پھر روح جو ہے وہ غیب کی دنیا میں سفر کرتی ہے آسمانوں میں سفر کرتی ہے، عرش پر سفر کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے حضور براہ راست بن جاتی ہے روح جب یہ دیکھتی ہے کہ یہ سامنے میرا اللہ بیٹھا ہے میں اس کے سامنے کھڑی ہوں اگر رمضان کے پروگرام پر عمل کریں یہ نہیں کہ بالکل ہے کھانا پینا بند کر دیں احتیاط سے کھانا کھا ئیاتنا کھائیں کہ طبیعت خراب نہ ہو سارے دن ڈاکا رہیں نہ لیتے رہیں اس سے یہ ہے کہ با رہے ایک بجے تک ڈاکا رہ لیتے رہتے ہو کھٹی کھٹی... اس کے بعد ظہر کی نماز پڑی تھوڑا سا سو گئے جب اٹھے تو دوبارہ پھر کھانا کا سلسلہ شروع ہوا مرد جو ہیں بازواروں میں چلے گئے پھل فروٹ خرید نہ عورتیں بوورچہ خانہ میں چلی گئی وہ کھاتا کھاتا جناب آذان ہو گئی مغرب کی مغرب کے بعد کھائے پئے چائے پی لی عشاء کے بعد پھر کچھ کھا لیا تو دماغ کھانا ہوتا ہے تو کھانا کے علاوہ کچھ سوچتا ہے نہیں

یہ دیکھئے آپ غور فرمائیں جو ہم اس افتاری میں سحری میں کھا تے ہیں اگر ہم عام دنوں میں کھا لیں گے تو ہم بیمار ہو جائیں گے ایسا ہو گا کوئی کنڈیشن نہیں ہے ادھر گوشت بھی کھا رہے ہیں، ادھر جناب چاٹ بھی کھا رہے ہیں اس میں جناب پکوڑے بھی کھا رہے ہیں اس میں چٹنی بھی کھا رہے ہیں شربت بھی پی رہے ہیں، دودھ بھی پی رہے ہیں، چائے بھی پی رہے ہیں اور روٹی بھی کھا رہے ہیں اس طرح آپ عام دنوں میں کھا کر دیکھ لیں تو آپ یہ دیکھیں کہ صبح سے شام تک بھوکے رہنا حالانکہ ہم نہ کھا نا اپنا حساب ست و کھا یا جو زیادہ سے زیادہ پیٹ میں آیا لیکن اس کے باوجود بھی ہمارے معدے کو اتنا آرام مل گیا اتنا فائدہ ہوا کہ ہم اتنی کچھ چیزیں کھا لیتے ہیں سب ہضم ہو جاتی ہیں اب کھا نا میں اتنا کیوں کھا تے ہیں اپنا ایک دو لندر میں ایک مسجد تھی وہاں ایک حاجی صاحب بہت اچھا قرآن پڑھتے تھے تو شوق میں انہوں نے قرآن شریف اب اچھا ہے وہاں جا کر تا تھا بڑے اطمینان سے ایک دن وہاں گئے تھے اب پتا نہیں ان کا درد ہوا کیا ہو اور جب ہم رکوع میں جا کر لگے امام صاحب تو انہوں نے وہاں کر دیا تو ساری صفوں میں اتنا تا فن اتنا بدبو پھیلا اور میرے پیر ویر سب بھر گئے اب اس کے بعد سے اللہ معاف کرے جب بھی میں کسی مسجد میں جاتا ہوں جا کر سوچتا ہوں ڈر جاتا ہے کہ کوئی نہ کرے ایک خوف بیٹھ گیا تو اب یہ تو روز ہے اب روز کی مراد یہ ہے کہ روز جب ہم رکھتے ہیں دراصل رسول اللہ کے حکم تعمیل کرتے ہیں تو ہمیں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ حضور پاک کے روز کس طرح رکھتے تھے ایک کھجور کھا لیا ایک کھجور کھا کر روز رکھ لیا دو کھجور کھا کر پانی پی کر روز افتار کر لیا یہ سارا قیام کر لے پورا عمل تو جب کے ہمارے اندر وہ طاقت نہیں رہی نہ ہمارے اندر وہ ساکت لیکن کم از کم اتنا ضرور ہو نا چاہئے کہ اگر روز سے فائدہ اٹھا سکیں تو سب سے پہلے کھا کر ہم کنٹرول کرنا ہو گا اب یہاں جو میں نے شب قدر کا پروگرام چھانپا ہے یہاں موجود ہیں آپ سب صاحبان لیجائیں اس میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ غذائی چاٹ بنایا ہے بیس دن کا اس پر اگر دس دن خوب کھا لو اور بیس دن چاٹ پر عمل کر کے دیکھ لو تو اللہ کرے گا بعد میں کوشش جدوجہد کرتا ہے اگر اس سے فائدہ نہیں ہوا پانچ دس دن سے تو ہو گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دیکے ہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے قاعدے پر قوانین پر اور پیغمبروں کے بتائے ہوئے قاعدے پر عمل کریں ہمارے جو آخری عشرے اس میں جو رمضان کی نیت ہے کہ انسان کے اندر ساٹھ ہزار گنا رفتار ہو جاتی ہے اور اس رفتار کی بنیاد پر وہ فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کام کرنے کی توفیق دے آمین اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

۳۔ اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہو تا نہ غم اس سے کیا مراد ہے ؟

اس کے جواب مختصر یہ کہ جا ئے ہم اللہ کے دوست کس طرح بنتے ہیں اس سوال کی جو نوعیت ہے وہ یہ ہے کہ اپنی عظیمی صاحبہ پوچھنا چاہی ہیں کہ اللہ کے دوست کیسے بنتے ہیں یہ تو بعد کی بعد نہ اللہ کے دوستوں کو خوف اور غم نہیں ہو تا بلکہ تو اللہ کے دوست کیسے بنتے ہیں خوف اور غم تو جب نہیں ہو گا جب اللہ کا دوست بن جا ئے گا خوف اور غم سے نجات پا ئے گا لہذا کوئی بندہ یا بندی اللہ تعالیٰ کا دوست بن جا تا ہے یا اللہ تعالیٰ اسے اپنا دوست نا لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق اس کے اوپر سے خوف اور غم نکل جا تا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دوست اللہ کا کس طرح بندہ اللہ تعالیٰ کے معاملات معاورائی معاملات بیاعلیٰ معاملات ہیں لیکن ہر حال ہم اللہ تک رسائی حاصل کر نہ کہ لہذا بھی اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق جیسے کہ اللہ تعالیٰ نہ فرمایا کہ میری آیا تو پیر غور کر و میری نشانیوں پر تفکر کر و انا فی ذلک... جو عقل مند لوگ ہیں ان کی تعریف یہ ہے کہ جو اللہ کی آیا توں میں اللہ کی نشانیوں میں غورو فکر کرتے ہیں بہت چیزیں اللہ تعالیٰ نہ دنیا میں آپ کو عطا کیں اللہ تعالیٰ خود ہی ان کو گنوا کر فرماتے ہیں فباء ای اللہ... کہ جو تمہیں نعمتیں عطا کیں ہیں کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے کون کون سی نعمتوں کو تم جھٹلاؤ گے تو جب مادی اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے معاملات پر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر اور اللہ تعالیٰ کی آیت پر ہم غورو فکر کرتے ہیں تو نتیجہ میں ہم اللہ تک پہنچ جا تے ہیں اب دنیاوی نقطہ نظر سے بھی اگر ہم اپنے ذہن میں سوال کر بیا کوئی کسی سے پوچھے کہ فلاح آدمی سے میں دوستی کرنا چاہتا ہوں اس کو کیا طریقہ ہے تو دوستی کا جو طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ جس آدمی سے آپ دوستی کرنا چاہا اگر آپ اس کی خدمت کر رہے ہیں اور خدمت کی نیاد پر دوستی ہے تو دوستی ختم ہو جائے گی اگر آپ اس آدمی سے دوستی کر رہے ہیں اس کے گھر آنا جا نا اس کے دوکھ درد میں شریک ہو رہے ہیں جب آپ آنا جا نا چھوڑ دیں تو مصروفیت ختم ہو جا ئے گی اگر آپ اس شخص سے اسی دوستی کرنا چاہتے ہیں جو دوستی کبھی ٹوٹے نہیں آپ کو یہ کرنا ہو گا اس دوست کی جو ہوی ہے یا اس دوست کے جو ذاتی معاملات ہیں، خواہشات ہیں اور اس دوست کی جو پسند اور نا پسند ہے اگر آپ نہ اس کو اپنا لیا تو اس سے دوستی ہو جا ئے گی اگر ایک آدمی شرا بی سے دوستی کرنا چاہتا ہے اس شرا بی سے دوستی اس وقت ہی پکی ہو سکتی ہے جب آدمی اس کے ساتھ شراب پینا شروع کر دے، ایک نمازی سے آپ دوستی کرنا چاہتے ہیں اس نمازی سے دوستی آپ کی جب ہی

ہو سکتی ہے جب آپ بھی نماز پڑھیں اور جس طرح وہ سوچ رہا ہے آپ کی سوچ اس سے متعلق ہو جا ئے تو قاعدہ یہ بنا اگر آپ کسی سے دوستی کرنا چاہتے ہیں تو پہلے تو پسند نا پسند اس کی آپ کو اپنا نا ہو گی اور دوستی یہ ہے کہ اس کی طرز فکر بھی آپ کو اپنا نا ہو گی پھر دوستی یہ آپ اس کی طرز فکر اپنا لیں گے اور اس کی پسند نا پسند آپ کی پسند نا پسند بن جا ئے تو آپ کے دوستی ہو جا ئے گی اب مثلاً ایک آدمی قوالی سنتا ہے آپ قوالی سنتے لگیں ایک آدمی فلم دیکھتا ہے آپ فلم دیکھنے لگے یعنی فلم دیکھنا کوئی اچھی بات نہیں ہے بری بات ہے مثال کے طور پر ایک بات ہے ایک آدمی چوری کرتا ہے اب اس کی دوستی جب کی جاسکتی ہے جب آپ بھی چوری کریں ایک آدمی اللہ کی مخلوق میں اللہ کی خدمت کرتا ہے تو آپ کی دوستی جب کی جاسکتی ہے تو گئی آپ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کریں یعنی جس طرح وہ سوچ رہا ہے جس طرح وہ زندگی گزار رہا ہے آپ بھی اسی طرح سوچنے لگوں اور اسی طرح زندگی گزارنے لگوں اب سوچنا یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے ہم دوستی کریں تو اللہ تعالیٰ کی کیا طرز فکر میں کیا طرز فکر ہم کیا پسند کرتے ہیں کیا پسندیدہ عمل اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں تو جب آدمی اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوچتا ہے تو تفکر کرتا ہے تو مزید اس کے دوستی کوئی بات نظر نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی عظیم معاورائی ایثار کرنے والی دوستی ہے وہ ہمیشہ ہر حال ہر لمحہ ہر آن ہر سال ہر مہینہ ہر دن اپنی مخلوق کی نگہداشت کرتی ہے اپنی مخلوق کے لئے وسائل فراہم کرتی ہے تاکہ مخلوق اس کی نافرمانی اور مخلوق کو کیسی قسم کی تکلیف نہ ہو اب دیکھئے مخلوق کو پانی کی ضرورت ہے سب سے زیادہ مخلوق کو پانی ہے تین حصہ پانی ہے دو سرے وسائل کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے جس طرح جتنی پانی کی ضرورت ہے اس کو عام کر دیا اس کے بعد دوستی جو بنیادی ضرورت ہے انسان کی وہ ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے ہوا کو پیدا کر دیا ہے تو اتنا زیادہ پیدا کر دیا آپ جنگل میں ہوا گھر میں ہوا، باہر ہو، کھوٹھے میں بند ہو دروازے بند کر لیں کھڑکیاں بند کر لیں لیکن جتنی آپ کو ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ نے دی پھر اپنی مخلوق کو پرورش کرانے کے لئے ماں باپ کے دل میں محبت ڈال دی ماں کے دل میں محبت ڈال دی، باپ کے دل میں محبت ڈال دی ظاہر ہے ماں باپ کے دل میں چھوٹے بچے کے لئے محبت نہ ہو چھوٹے بچے پر وارثت نہیں پڑی ضرورت پڑے گی کسی ماں کو اپنے بچوں کے لئے رات بھر جاگے کیا ضرورت پڑی کسی ماں کو کہ وہ خود گیلے میں سوئے اور بچے کو سو کھائے میسولا ئے بات یہ ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کی پرورش چاہتے ہیں اس لئے اس پر وارثت کے جتنے بھی تقاضے جو ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ نے ماں کے دل میں اور باپ کے دل میں منتقل کر دیئے اب اس ساری بات کو مجموعی طور پر ہم اس طرح کہہ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی خدمت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی مخلوق کی خدمت میں لگے رہتے ہیں مطلب یہ

مسائل پیدا کرنا مخلوق کے لئے اور اس میں توازن قائم رکھنا، تسلسل قائم رکھنا اس کو کم نہ ہو نہ دیکھا یہ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہے اور اس شان کریمی کو مخلوق کے علاوہ کوئی دوسرا نام نہیں دیا جاسکتا۔ اگراپ اللہ سے دوستی کرنا چاہتے ہیں تو اس کا آسان ترین نسخہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ مخلوق کی خدمت کر رہا ہے آپ بھی مخلوق کی خدمت کرنا شروع کر دیں اللہ تعالیٰ مخلوق کی خدمت تو کرتا ہے لیکن کوئی صلاح نہیں چاہتا اب مثلاً پانی سے بہت شہ پانی پانی بچا رہا ہے پانی استعمال کر رہی ہے تو اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی مخلوق سے یہ نہیں کہا بھئی پانی میں تمہیں جب دو نگاں جب تم مجھے ایک سجدہ دو سجدہ کر کے دو جی نہیں پانی جو ہے وہ فری ہے اس میں کوئی شرط نہیں ہے اب یہ آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں یہ بالکل ایک نیا عمل ہے لیکن اس عمل کا تعلق جو ہے وہ آپ کے وسائل سے ہرگز نہیں ہوا ہے، زندگی ہے، خون ہے اب یہ جسم میں خون دوڑ رہا ہے یہ برابر دوڑ کر رہا ہے کبھی اللہ تعالیٰ نے یہ شرط نہیں لگائی کہ دس دفعہ اللہ کے ہو گے تو ایک سانس آئے گا اللہ کو آپ ماننا یا ماننا کوئی کا فر ہو کوئی تاجر ہو کوئی دہریا ہو اللہ تعالیٰ کسی کی سانس پر پابندی نہیں لگا تے تو اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ اپنی خدمت خلوص سے کرتے ہیں پر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی خدمت کا کوئی معزا ہی نہیں طلب کرتا ہے اب یہ ایک زمین ہے زمین پر بستی ہے اللہ تعالیٰ کو کتنے پیسے دیئے اب یہ ہالوگ زمیج پر قبضہ کر کے بیچتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو فری ہے کہ میں بھی چلا جا ٹیلنڈن چلا جائیں اب بتائیں کسی نے اللہ میاں کو کتنے پیسے دیئے ہیں تو اللہ تعالیٰ جو ہیں اپنی مخلوق کی خدمت جو ہیں بغیر صلہ کے بغیر معاورہ کے بغیر لالچ کے اور بغیر کسی غرض کے تو اگر ایک انسان دو سرے انسان کی خدمت بغیر غرض کے کرے، مخلص سے فرض ادا کرے تو اس کا مطلب ہے اب اس نے وہ کام شروع کر دیا جو اللہ کر رہا ہے جب آپ نے وہ کام شروع کر دیا جو اللہ نے کرنا ہے تو یہ قانون ہے لا زمی طور پر جو کام آپ اللہ کی مرضی سے منشاء کے مطابق کریں گے خوشی، خوشی تو آپ اللہ دو ست بن جائیں گے اور جب آپ اللہ دو ست بن جائیں گے تو آپ کے اوپر نہ خوف رہے گا نہ غم رہے گا اللہ انا ہو... اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہو تا ہے نہ غم ہو تا ہے اختتام

خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 94

Track 4

۴ عالم برزخ اور عالم اعراف کس قسم کے عالم ہیں اور ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

کا ثنات کی حرکت اور کا ثنات کی زندگی دو روحوں پر قائم ہے ایک رخ ہے اور
کا ثنات کے لیے سہ کر رہی ہے کا ثنات کسی طرح سن کر رہی ہے یعنی کا ثنات
کی تمام مخلوقات کے لیے سہ کر رہی ہے آری کے لیے جا رہی ہے دنیا کا تجربہ آپ کے
سامنے ہے آدمی پیدا ہوتا ہے جب پیدا ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے لیے سہ آتا ہے
اور پھر مر جاتا ہے مر نہ کا مطلب یہ ہے ظاہر ہے کہ اس کے لیے چلا جاتا ہے تو یہ ایک
نظام میں جو چیزیں ہیں دنیا میں پیدا ہو رہی ہیں وہ اس دنیا سے جابھی رہی ہیں
یہ آنا جو ہے اس کو حضور قلندر بابا اولیاء نے نزول کے لیے اور جانا جو ہے اس
کو حضور قلندر بابا اولیاء نے صعود کے لیے یعنی یہ ساری کا ثنات نزول اور صعود
سے قائم ہیں اور زندگی اور زندگی کے جتنے بھی حرکات و سکنات ہیں وہ بھی
نزول اور صعود پر ابھر تے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کا ثنات کو بنایا اور بنانے کے بعد
جو عالم متعین ہوا اس کو عالم ارواح کے لیے جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے کا ثنات
میں جو بھی کچھ ہے سب کی روحیں تخلیق کر دی ہیں لی تخلیق کے بعد جہاں
روحیں موجود ہیں اس کا نام عالم ارواح ہے پھر یہ روح نزول کر کے ایک اور
مقام پر آکر ٹھہرتی ہے اور جو ہے لی منزل پر ٹھہرتی ہے اس کو عالم برزخ
کے لیے جاتا ہے عالم برزخ سے نزول کر کے یہ دنیا کا ثنات یا انسان ہیں جہاں عالم نا
سوت میں آجاتا ہے عالم نا سوت میں زندگی گزرتا ہے پچاس سال ساٹھ سال
کسی اور عالم میں چلا جاتا ہے جس کو مر نہ کا بعد کا عالم کہتے ہیں تو مر نہ
کے بعد کا جو عالم ہے اس کو عالم اعراف کے لیے جاتا ہے بات اس طرح ہوئی کہ
روحیں کے لیے جہاں موجود ہیں اس کو عالم ارواح کے لیے جاتا ہے روحیں خدوخال اختیار
کر کے جب اپنا مظاہر کرنا چاہا گوشت پوست کے ساتھ تو پہلا عالم ارواح
سے ان کا جو معیار بنا وہ عالم برزخ ہے اور عالم برزخ سے جو نزول کر کے عالم
نا سوت میں آگئی اور عالم نا سوت سے صعود کر کے عالم اعراف میں چلی
گئی تو یہ دو رخ ہوئے ایک نزولی رخ ہوا ایک صعودی رخ ہوا نزولی رخ میں
عالم ارواح کے بعد پہلا جو مقام ہے اس کو عالم برزخ کہتے ہیں اور نزولی
حرکات و سکنات کے بعد جب آدمی صعود کرتا ہے یا اللہ کی طرف منتقل ہوتا
ہے تو اس دنیا کے لیے جاتا ہے کہ بعد جو پہلا عالم ہے اس کو عالم اعراف کہتے ہیں
اختتام